Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

ضعیف حدیث اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Imam Shafi's Approach to Zaeef Hadith: A Research and Analytical Study

ABSTRACT

The sayings of the Prophet Muhammad (PBUH) serve as a cornerstone of Islamic teachings, elucidating the Quran and shaping the practical framework of the faith. To preserve these sacred traditions in their pristine form, the early scholars of Hadith (Muhaddithin) devoted immense effort and established a rigorous methodology. This methodology meticulously evaluated each narration based on its chain of transmission (sanad) and textual content (matn), ensuring that no spurious or fabricated narration infiltrated the corpus of Islamic knowledge. This process included scrutinizing the authenticity of the narrators, examining their reliability, and conducting a profound analysis of the text's meanings—a testament to their unparalleled diligence and scholarship. In their classification of Hadith, the scholars delineated various categories, among which the Zaeef (un authentic) Hadith is identified by deficiencies such as a weak narrator, a broken chain of transmission, or other flaws compromising its reliability. Regarding such narrations, the Muhaddithin adopted a cautious stance, as the foundations of religious rulings cannot be built upon sources of uncertain authenticity. Imam Shafi'i (RA) articulated a nuanced perspective, asserting that while Zaeef Hadith holds no place in core tenets or obligations of faith, it may be employed under specific conditions in matters of virtuous deeds (fadail al-a'mal). This judicious approach underscores the delicate balance required in the acceptance or rejection of weak narrations. The significance of this subject becomes even more pronounced in contemporary times, where differences among Islamic schools of thought often stem from the acceptance or rejection of Zaeef Hadith. This research endeavors to explore the concept of weak Hadith, its principles of application, and Imam Shafi'i's viewpoint, aiming to provide a balanced and scholarly understanding of this pivotal issue.

Keywords: *Zaeef Hadith ,Imam Shafi, Mursal Hadith, Virtous Deeds(Fazail Aamal), Qayas*

AUTHORS

Dr. Muhammad Zahid Zaheer Iqbal*
Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur:
zahid.zaheer@iub.edu.pk

Bilqees Faiz**
Ph.D Scholar, The Islamia University of Bahawalpur:
hlashari023@gmail.com

Date of Submission: 17-11-2024
Acceptance: 09-12-2024
Publishing: 15-12-2024

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

****Correspondence Author:***
Dr. Muhammad Zahid Zaheer Iqbal*Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur.*

اسلامی شریعت کی اساس قرآن و سنت کے مقدس سرچشموں پر ہے، اور ان ہی کی روشنی میں تمام فقہی اصول اور شرعی احکام ترتیب دیے گئے ہیں۔ امتِ مسلمہ کے عظیم علماء نے سنتِ رسول ﷺ کو علمی اور فقہی حوالوں سے محفوظ کرنے کے لئے اپنے شب و روز صرف کیے، جس میں علمِ حدیث کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علمِ حدیث میں مختلف اقسام کی تقسیم، جیسے صحیح، حسن، اور ضعیف حدیث، نہ صرف اس علم کی عظمت و گہرائی کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس کے فنی اور اصولی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ، جنہیں "ناصرُالحدیث"[1][2] کا لقب بھی دیا گیا، نے اصولِ حدیث اور فقہ کی ترتیب و تدوین میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کا نقطہ نظر اور فکر اسلامی علمی دنیا میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، خصوصاً ضعیف حدیث کے حوالے سے ان کا موقف ایک علمی بنیاد فراہم کرتا ہے جس سے دین کے احکام کی اصل روح برقرار رہتی ہے۔ ضعیف احادیث کی علمی حیثیت اور ان کے استعمال کے ضوابط کو امام شافعیؒ نے نہایت حکمت اور دانش مندی سے واضح کیا ہے، جس میں ان کی عمیق بصیرت اور علمی ذوق کا اظہار ہوتا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق میں امام شافعیؒ کا ضعیف حدیث سے متعلق افکار و نظریات کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اس میں یہ وضاحت کی جائے گی کہ کس طرح ان کی علمی بصیرت نے ضعیف احادیث کے استعمال میں اعتدال اور احتیاط کا درس دیا اور کس حد تک ان کے اصول فقہی مسائل میں ضعیف حدیث کے اطلاق پر اثر انداز ہوئے۔

امام شافعیؒ کا تعارف

امام شافعیؒ کا پورا نام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہے[3]۔ آپ کا نسب قریش کے معروف قبیلے سے ملتا ہے اور اسی وجہ سے آپ کو قریشی النسب مانا جاتا ہے۔ امام شافعی 150 ہجری (767 عیسوی) میں غزہ کے مقام پر پیدا ہوئے، جو کہ اس وقت شام کا حصہ تھا، اور بعد میں مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے جہاں ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہوئی۔ آپ کا خاندان علمی و دینی حلقوں میں احترام رکھتا تھا۔[4]

[1] امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ج10، ص 5

Imam Dhahbi, Seer al-Iqal al-Nabalah, Al-Risalah Institute, Beirut, vol. 10, p.

[2] الحافظ الذہبی: سیر اعلام النبلا، جلد10 صفحہ 5، مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت لبنان 1401ھ / 1981ء

Al-Hafiz al-Dhahabi: Seer al-Ilaam al-Nabla, Volume 10, page 5, published by Mossat al-Rasalah, Beirut, Lebanon, 1401 AH/1981.

[3] خطیب بغدادی، تاریخ بغداد جلد2 صفحہ 57

Khatib al-Baghdadi, History of Baghdad, Dar al-Kitab al-Arabi, Volume 2, page 57

[4] ابنِ کثیر، البدایہ والنہایہ، ج10، ص256

Abn-Kathir, Al-Badaiya Wal-Nahiya, Urdu Bazar MA Jinnah Road, Karachi, Vol. 10, P. 256.

امام شافعی نے ابتدائی تعلیم مکہ مکرمہ میں حاصل کی۔ غیر معمولی ذہانت کے مالک ہونے کی وجہ سے، انہوں نے کم عمری ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا[5] اور حدیث اور فقہ کی تعلیم کی جانب رغبت پیدا کی۔ ان کی علمی تربیت میں امام مالک بن انسؒ کا کردار نہایت اہم رہا، جن سے انہوں نے مدینہ میں "الموطا" سمیت دیگر حدیثی و فقہی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانیؒ سے کوفہ میں بھی علم حاصل کیا، جو کہ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے۔ ان دونوں عظیم اساتذہ کے زیرِ سایہ امام شافعی نے علمِ حدیث اور علمِ فقہ میں گہری بصیرت حاصل کی۔

امام شافعی کو اسلامی تاریخ میں علمِ فقہ و اصول میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ انہوں نے فقہی اصول مرتب کیے اور ان کا مکتبِ فکر "شافعی فقہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ آپ نے پہلی مرتبہ اصول فقہ کو ایک مربوط اور منظم انداز میں مرتب کیا، جو کہ بعد میں آنے والے تمام فقہاء کے لیے ایک رہنما اصول ثابت ہوا۔ ان کی مشہور تصنیف "الرسالہ" اصول فقہ پر اولین کتب میں شمار کی جاتی ہے، جس میں انہوں نے قرآن و سنت کو سمجھنے کے اصول وضع کیے ہیں۔[6]

علمی اسفار

امام شافعیؒ بچپن سے ہی مختلف امتحانات سے گزرتے رہے۔ بعض روایات میں ہے یمن اور بعض میں عسقلان میں پیدا ہوئے، اور والد کے سائے سے محروم ہونے پر والدہ نے آپ کو مدینہ منورہ بھیج دیا کہ شاید وہ محفوظ رہیں اور علم کی راہوں میں کامیاب ہوں۔ قدرت نے آپ کے دل میں علم کی ایسی لگن اور شوق پیدا کر دیا کہ نہ صرف علم حاصل کیا بلکہ تیر اندازی میں ایسی مہارت حاصل کی کہ کوئی تیر خطا نہیں جاتا تھا۔ زندگی تنگ دستی میں گزرتی، یہاں تک کہ معلم کو فیس ادا کرنے کی استطاعت بھی نہ رکھتے تھے۔ لیکن علم کی پیاس اتنی شدید تھی کہ جب دوسرے طلبا کو پڑھایا جاتا تو آپ وہی سن کر یاد کر لیتے اور بعد میں انہیں سبق دہرانے میں بھی مدد دیتے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور مسجد میں علماء کی صحبت اختیار کر لی، جہاں مسائل کو یاد کرنا آپ کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ آپ کو کاغذ میسر نہ تھا تو دفاتر کی ردی سے کاغذ اٹھاتے اور اس پر اپنے اسباق لکھ لیا کرتے۔ پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ امام مالکؒ کی شہرت سن کر آپ کے دل میں ان سے علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اسی جذبے سے آپ نے مؤطا امام مالک کسی سے عار تالے کر حفظ کر ڈالا، اور پھر مکہ کے حاکم سے مدینہ کے حاکم کے نام ایک تحریر لکھوائی جسے لے کر حاکم مدینہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔[7]

---

[5] حافظ الذہبی، سیر اعلام النبلا، جلد10 صفحہ 11، مطبوعہ موسستہ الرسالۃ بیروت لبنان 1401ھ / 1981ء۔

Hafiz al-Dhahbi, Seer al-Ilaam al-Nablah, Volume 10, page 11, published by Mossat al-Rasalah, Beirut, Lebanon, 1401 AH/1981.

[6] امام ذھبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ج10، ص 5

Imam al-Zhabi, Seer al-Iqal al-Nabalah, Al-Risalah Institute, Beirut, vol. 10, p. 5

[7] امام شافعی، محمد بن ادریس، کتاب الرسالہ، (مترجم: مولانا مفتی امجد)، قرآن محل، کراچی، ص13؛ مناقب شافعی للرازی، ص80

Imam Shafi'i, Muhammad bin Idris, Kitab al-Risalah, (Translator: Maulana Mufti Amjad), Qur'an Mahal, Karachi, p. 13; Manaqib Shafi'i Lal Razi, p. 80

جب مدینہ پہنچے تو حاکم مدینہ نے کہا کہ امام مالک کے دروازے پر جانا تو میرے لیے ایک بڑا امتحان ہے، مگر آپ کی سفارش قبول کر لی۔ امام مالک کے در پر پہنچے تو باندی دروازے پر آئی اور پیغام سن کر واپس گئی، پھر آ کر کہا کہ اگر مسئلہ پوچھنا ہے تو لکھ کر بھیجیں ورنہ مخصوص دن ملاقات کے لیے آئیں۔ حاکم مدینہ نے امام کو تحریر بھیجی، اور امام نے محمد بن ادریس شافعی کی گفتگو سن کر، جو علمی جوش اور اخلاص سے بھرپور تھی، فرمایا کہ سبحان اللہ! علم رسول ﷺ اب سفارش کا محتاج ہونے لگا ہے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ اے محمد شافعی: خدا سے ڈرنا اور معاصی سے اجتناب کرنا۔ یہ تمہارے نور کو زائل نہیں ہونے دے گا۔ جو اللہ نے تمہارے اندر نور رکھا ہے۔ تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ تم ایسے شخص کو ساتھ لاؤ جو تمہارے لیے موطا پڑھ سکتا ہو تو میں نے عرض کیا وہ تو میں خود حفظ پڑھ لیتا ہوں چنانچہ میں دوسرے دن حاضر ہوا موطا کی قراءت کی ابتدا کی۔ پھر میں نے قراءت بند کرنے کا ارادہ کیا ہے اس خیال سے کہ آپ کو تنگی قلب لاحق نہ ہو لیکن امام کو میرے پڑھنے کی خوبی نے تعجب میں ڈال دیا تھا فرمایا مزید پڑھو۔ غرض تھوڑے ہی عرصے میں میں نے موطا کو ختم کر لیا اور پھر میں نے مدینے میں اقامت اختیار کر لی۔ پھر میں نے مدینے میں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ امام مالک کا انتقال ہو گیا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ جس وقت امام مالک کا انتقال ہوا میں بڑی تنگدستی کی حالت میں تھا۔ امیر یمن تک میرا چرچہ پہنچ چکا تھا اور وہ مجھے وہاں لے گئے۔ لیکن کچھ حاسدوں نے اپنی حسد کے جذبات کا مظاہرہ کیا اور ہارون رشید کے پاس میری اطلاع روانہ کر دی۔ اس نے علوی خاندان سے رشید کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی اور تحریر میں لکھا کہ ان لوگوں میں ایک شخص ہے جس کو محمد بن ادریس شافعی کہتے ہیں وہ اپنی زبان میں اتنا تیز ہے کہ تلوار سے بھی اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ حجاز کو اپنے تصرف میں رکھنا چاہتے ہیں تو ان لوگوں کو اپنے پاس بلوائیں۔ چنانچہ رشید نے یمن میں اپنا آدمی روانہ کیا اور ان لوگوں کو ہمراہ عراق لایا۔

امام شافعی عراق پہنچے دو سال قیام کیا۔ اپنی ایک کتاب جس کا نام "الحجۃ" رکھا اس اقامت میں تصنیف کی پھر دوسری دفعہ بغداد میں 179 ہجری دوبارہ تشریف لائے اس مرتبہ صرف ایک ماہ قیام کیا۔ پھر یہاں سے مصر جا کر مستقل قیام فرمایا۔ مصر ہی میں آپ نے اپنی دوسری کتاب تصنیف کی۔ راویوں کا بیان ہے کہ امام شافعی کے ہمراہ جو نو شخص لائے گئے تھے رشید نے انہیں قتل کروا دیا اور شافعی اپنی حجت اور محمد بن حسن کی شہادت کی بنا پر چھوٹ گئے۔ آپ نے جو حجت پیش کی اس کی یہ صورت ہوئی کہ امام شافعیؒ پر خلافت سے بغاوت کا الزام تھا۔ اسی سلسلے میں امام شافعی نے رشید کو مخاطب کیا یا امیر المومنین آپ ایسے دو شخصوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں ایک وہ شخص جو مجھ کو اپنا بھائی خیال کرتا۔ دوسرا وہ شخص جو مجھ کو اپنا غلام خیال کرتا ہے میں ان دونوں میں سے کس کو پسند کروں گا۔ رشید نے کہا اس شخص کو جو تم کو اپنا بھائی خیال کرتا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا : پس وہی شخص آپ ہیں۔ کیونکہ آپ عباس کی اولاد میں سے ہیں اور وہ علی کی اولاد میں سے اور ہم بنو مطلب ہیں تو آپ عباس ہیں۔ آپ ہم کو بھائی خیال کرتے ہیں اور ہم بنو عباس کو بھائی خیال کرتے ہیں اور وہ ہمیں غلام تصور کرتے ہیں اور دوسری طرف محمد بن ابن حسن شیبانی کی شہادت کی یہ صورت پیش آئی۔ کہ امام شافعی نے رشید کے سامنے پہنچ کر جب محمد ابن حسن شیبانی کو دیکھا تو آپ کو ان سے کچھ انس محسوس ہوا۔ اس لیے کہ علم بھی علماء کے درمیان ایک نسبی رشتہ داری کا اثر رکھتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ امام شافعی نے فرمایا کہ قاضی محمد بن حسن بھی ان امور کو جانتے ہیں اور رشید نے امام محمدؒ سے دریافت کیا۔ تو امام محمد نے فرمایا: ہاں ان کو علم دین کا پورا حصہ حاصل ہے اور جو بات امام شافعی کے متعلق پہنچائی گئی ہے وہ درست نہیں اور نہ ہی ان کی شان کے مناسب ہے۔ رشید نے امام محمد کو کہا: اچھا تو تم ان کو اپنے پاس اس وقت تک رکھو کہ میں اس معاملے میں غور کر لوں۔ (شافعی، لابوزہرا، صفحہ نمبر 22 مصر) غالباً وہ مصیبت جو

امام شافعی پر واقع ہوئی تھی اس کو اللہ تعالی نے شافعی کے حصول علم کا ذریعہ بنا دیا۔ تا کہ وہ علم کی طرف پوری توجہ دیں نہ کہ وہ ولایت یا سلطانی کی طرف کچھ بھی متوجہ دیں۔ جس کی یہ صورت پیدا ہو گئی کہ آپ نے حضرت محمد ابن حسنؒ کے یہاں قیام کیا۔ امام شافعی پہلے سے ہی امام محمدؒ کی فقہ اور ان کے نام سے واقف ہو چکے تھے اور یہ بھی علم ہو گیا تھا کہ وہ اہل عراق کے فقہ حامل ہیں اور اس کے ناشر ہیں۔ ہو سکتا ہے اس سے قبل بھی ملاقات ہو چکی ہو۔ شافعیؒ نے فقہ اہل عراق کو حاصل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ امام محمد کی تمام کتابیں پڑھیں اور ان سے حصول علم میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ امام محمد کی تمام کتابیں پڑھیں اور ان سے حصول علم میں مصروف ہو گئے۔ اب امام شافعی کو فقہ اہل عراق واہل حجاز دونوں پر عبور حاصل ہو گیا اور وہ فقہ بھی حاصل ہو گئی جو عقل پر مبنی تھی اور وہ فقہ بھی حاصل ہو گئی جو عقل پر مبنی تھی اور وہ بھی جو نقل پر مبنی تھی۔ اسی بنا پر ابن حجرؒ نے فرمایا ہے مدینے کی ریاست فقہ امام مالک ابن انس پر ختم تھی اور شافعی نے وہاں کا سفر اختیار کیا۔ امام مالکؒ سے اس کو حاصل کیا ان کو پکڑے رہے اور فقہ عراق کی ریاست ابو حنیفہ پر ختم تھی۔ اس کو شافعی نے ابو حنیفہ کی مصاحب حضرت محمد ابن الحسن سے پورے طور پر حاصل کیا اور اس فقہ میں جو بھی تھا وہ سب امام محمد سے بلاواسطہ سنا لہذا شافعی میں علم رائے اور علم حدیث دونوں جمع ہو گئے امام شافعی نے محمد ابن حسن سے ان کا علم اور ان کی کتب دونوں حاصل کی اور آپ خود فرماتے ہیں میں نے محمد ابن حسن سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا۔ یہ سب میں نے ان سے بذات خود سنا امام شافعی نے امام محمد سے احادیث بھی روایت کی ہیں اور رائے حاصل کرنے میں بھی کوتاہی نہ کی۔[8]

امام شافعیؒ کے مکہ مکرمہ اور مصر میں فقہی اصول اور فتاویٰ میں فرق پایا جاتا ہے۔ ان کی دو فقہی آراء کو "قدیم" اور "جدید" کہا جاتا ہے۔

- **مکہ مکرمہ (آراء قدیمہ):** امام شافعیؒ نے اپنی ابتدائی تعلیم اور فقہی تحریریں مکہ اور مدینہ میں مرتب کیں۔ ان کی اس دور کی آراء مالکی اور حنفی فقہ سے متاثر تھیں، کیونکہ انہوں نے امام مالکؒ سے براہِ راست تعلیم حاصل کی اور عراق میں امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں سے بھی سیکھا۔
- **مصر (آراء جدیدہ):** جب امام شافعیؒ مصر منتقل ہوئے تو انہوں نے مقامی فقہی مسائل کا مشاہدہ کیا اور اپنے پہلے کے نظریات میں ترمیم کی۔ ان کی آراء جدیدہ زیادہ جامع اور مقامی حالات پر مبنی تھیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "الام" میں فقہی نظریات کی تدوین کی۔ مصر میں ان کے فتاویٰ زیادہ تر تجرباتی اور استدلالی نوعیت کے ہیں۔ ایک واضح فرق "مسائل استحسان" کے حوالے سے ہے۔ امام شافعیؒ نے استحسان کو ایک غیر شرعی اصول قرار دیتے ہوئے اپنی جدید فقہ میں اس کا رد کیا اور کہا کہ یہ قیاس کے خلاف ہے۔[9،10]

امام شافعی اہل حدیث اور اہل رائے کے مابین ایک پل کا کام کیا جس کے بارے میں عظیم محقق ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"Shafi'i combined both the qualities in his person. He had acquired Hadith from the masters of the subject and he had learnt law from the masters of analogy. He also had a full command over philosophy and dialectics. In his person, therefore, emerged a scholar who served as a link

---

[8] ایضاً، ص16-22

Abid pg16-22

[9] الشافعي، محمد بن إدريس ،الأم، دار الوفاء، 1422ھ، جلد 7، صفحه 225۔

Al-shafa'i, Muhammad bin Idris, Al-Umm, Dar Al-Wafa, 1422 AH, Volume 7, Page 225.

[10] ابو زهرة، محمد،الشافعي: حياته وعصره - آراؤه وفقهه. دار الفكر العربي، 2005۔

Abu Zahra, Muhammad, Al-Shafi'i: His Life and Asra - Arawa Fiqh. Dar al-Fikr al-Arabi, 2005.

between the two schools and provided a synthesis. His greatest achievement was that he united the two conflicting schools. He was fully conversant with Hadith and was a leading expert in analogy, inference, deduction and ijtihad As a result he was able to satisfy both the schools." (Dr. Hamidullah, Emergence of Islam)

امام شافعی کی شخصیت میں دونوں گروہوں (اہل حدیث اور اہل رائے) کی خصوصیات پائی جاتی تھی انہوں نے ماہر ترین محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا اور ماہر ترین فقہاء سے فقہ کا علم حاصل کیا انہیں فلسفہ اور جدلیات پر بھی کامل عبور حاصل تھا۔ایسی شخصیت کی بنیاد پر وہ ایسے عالم بنے جنہوں نے ان دونوں مکاتب فکر کے مابین رابطے کا کام کیا۔ان کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے ان دونوں مکاتب فکر کو اکٹھا کر دیا۔نہ صرف حدیث پر مکمل عبور رکھتے تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قیاس، استدلال، استخراج اور اجتہاد کے امام بھی تھے اسی وجہ سے وہ دونوں مکاتب فکر کے اہل علم کو مطمئن کر سکتے تھے۔[11]

وفات

امام شافعیؒ کا وصال 204 ہجری (820 عیسوی) میں مصر کے شہر فسطاط میں ہوا۔ان کا مزار مصر میں ہی واقع ہے۔[12]

تصانیف

1. **کتاب الام**

   امام شافعی کی یہ تصنیف فقہ شافعی کا بنیادی ماخذ ہے، جس میں انہوں نے فقہی مسائل پر تفصیلی بحث کی ہے۔

2. **الرسالہ**

   یہ کتاب اصول فقہ میں پہلی جامع تصنیف مانی جاتی ہے، جس میں امام شافعی نے اصولِ اجتہاد اور استنباط کے اصول وضع کیے۔

3. **دیوانِ شافعی**

   یہ امام شافعی کے اشعار پر مشتمل مجموعہ ہے، جس میں حکمت اور معرفت سے بھرپور کلام شامل ہے۔

4. **کتاب اختلاف الحدیث**

   اس کتاب میں حدیث کے مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

5. **احکام القرآن**

   اس کتاب میں قرآن مجید کے احکامی آیات پر بحث کی گئی ہے۔

6. **ابطال الاستحسان**

---

[11] محمد ادریس شافعی، کتاب الرسالہ (مترجم: محمد مبشر نذیر)، 2007، ص 16

Muhammad Idris Shafi'i, Kitab al-Risalah (translator: Muhammad Mubasher Nazir), 2007, p. 16

[12] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج 10، ص 310۔

Ibn Katheer, Al-Badayah Wal-Nahiyah, vol. 10, p. 310.

اس کتاب میں انہوں نے استحسان کو بے ضابطہ طریقہ قرار دیا اور اس کے استعمال کو نفس کی خواہشات کی پیروی سے تشبیہ دی ہے۔ انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ شریعت کے احکام قرآن و سنت پر مبنی ہونے چاہئیں، اور کسی بھی استنباط میں واضح دلائل کا ہونا ضروری ہے۔

شیوخ

امام شافعی نے متعدد اکابر علما اور محدثین سے علم حاصل کیا، جن میں سے چند مشہور شیوخ کے نام درج ذیل ہیں:

امام مالک بن انسؒ، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، شیخ سفیان بن عیینہ، شیخ وکیع بن الجراح ، شیخ یحییٰ بن حسان، شیخ مسلم بن خالد الزنجی. شیخ عبد الرحمن بن مہدی۔

تلامذہ

امام شافعیؒ کے تلامذہ کا دائرہ بہت وسیع تھا، کیونکہ آپ نے مختلف مقامات پر درس و تدریس اور علم کی اشاعت کی۔ ان کے مشہور اور نمایاں شاگرد درج ذیل ہیں:

امام احمد بن حنبلؒ، المزنی (ابراہیم بن یحیی المزنی)، الربیع بن سلیمان المرادی، ربیع بن سلیمان، امام شافعی کے قریبی شاگرد اور ان کی تصانیف کے راوی تھے، خصوصاً "کتاب الام" اور "الرسالہ"، یونس بن عبد الاعلیٰ، حرملہ بن یحییٰ، زکریا الساجی، ابو ثور ابراہیم بن خالد، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم، اسماعیل بن یحییٰ المزنی:۔ المزنی کا شمار امام شافعی کے وفادار شاگردوں میں ہوتا ہے، جو فقہ شافعی کو ترتیب دینے میں اہم کردار ادا کیا۔

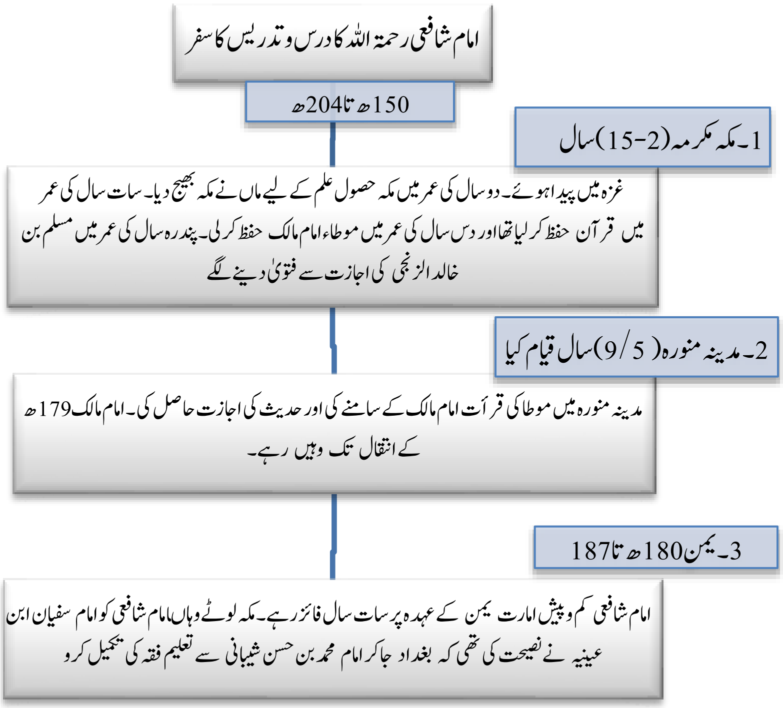

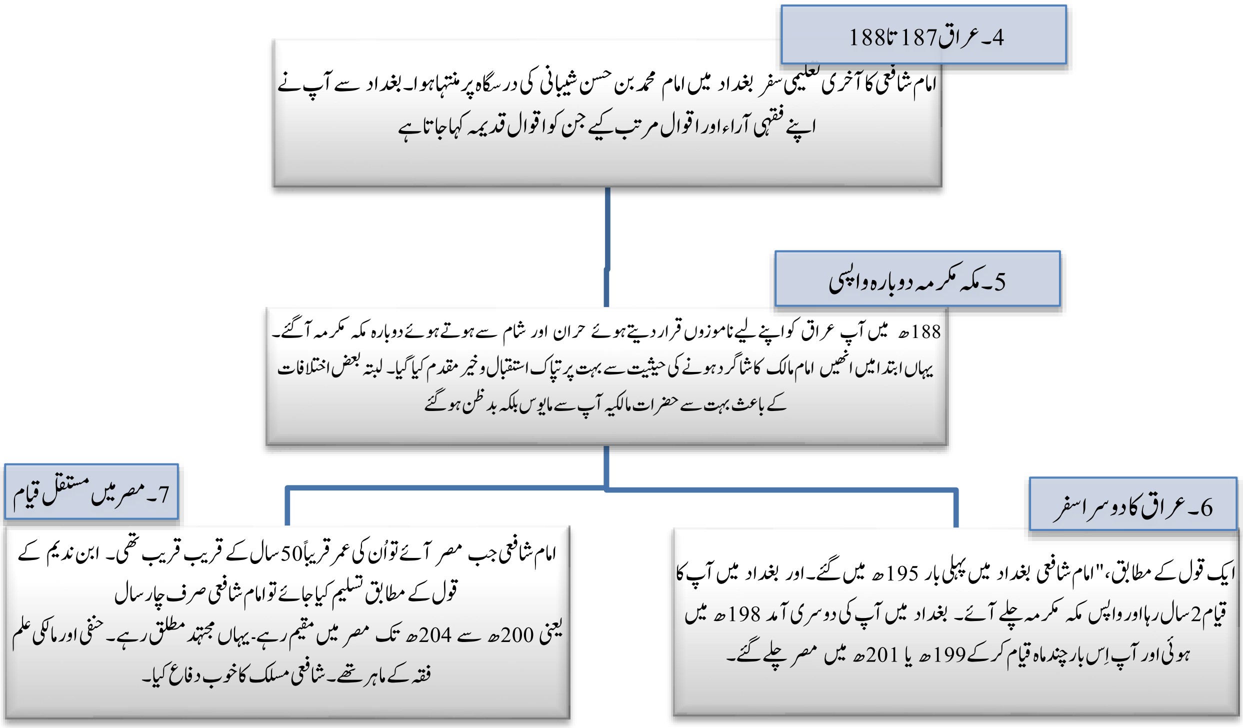

مندرجہ بالا چارٹ کے حوالہ جات:- 1[13]۔2[14]۔3[15]۔4[16]۔5[17]۔6[18]۔7[19]

---

[13] خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، جلد2صفحہ 59۔

Khatib Baghdadi: History of Baghdad, Volume 2, page 59.

[14] خطیب بغدادی: الجامع والبیان العلم، جلد 1 صفحہ 98

Khatib al-Baghdadi: Al-Jami' al-bayan al-Ilam, Volume 1, page 98

[15] ایضاً

Abid

[16] ایضاً،ج2ص69

Abid,vol.2,pg.69

[17] دائرۃ المعارف الاسلامیہ: جلد 11 صفحہ 577، مضمون الشافعی۔ مطبوعہ لاہور

Da'irat-ul-Ma'arif al-Islamiyya, Vol. 11, p. 577, Article: Al-Shafi'i, Published Lahore.

[18] ایضاً

Abid

[19] الحافظ الذہبی: سیر اعلام النبلاء، جلد 10 صفحہ 50، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان1401ھ / 1981ء

Al-Hafiz Al-Dhahabi, Siyar A'lam al-Nubala, Vol. 10, p. 50, Published by Mu'assasat al-Risala, Beirut, Lebanon, 1401 AH / 1981 CE.

ضعیف حدیث کا تعارف

حافظ ابن صلاح اللہ نے خبر ضعیف کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"ہر وہ حدیث جس میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی صفات مذکورہ جمع نہ ہوں وہ حدیث ضعیف ہے"[20]

حافظ ابن حجر نے ابن الصلاح کی تعریف پر اعتراض کیا ہے" اور اس طرح تعریف فرما کر اسے اعتراضات سے محفوظ قرار دیا ہے کہ

"ہر وہ حدیث جس میں قبول کی صفات جمع نہ ہوں وہ حدیث ضعیف ہے"[21]

علامہ ذہبی نے ان الفاظ میں تعریف بیان کی ہے" **ما نقص عن درجة الحسن قليلا**"حدیث ضعیف وہ حدیث بنے گی جو درجہ حسن سے ذرا کم رتبے کی ہو۔[22]

اس سے ملتی جلتی تعریف البیقونی نے **المنظومة البيقونيه** "میں اشعار کی صورت میں کی ہے: ہر وہ حدیث جو حسن کے رتبہ سے کم ہو وہ ضعیف کہلاتی ہے۔[23]

ضعیف حدیث اور امام شافعیؒ کا نقطہ نظر

امام شافعی اور بالخصوص امام احمد بن حنبل کے دور میں حدیث" صحیح اور ضعیف"میں تقسیم ہوتی تھی اور حسن کی اصطلاح ان کے دور میں نہیں تھی اور ان کی ضعیف صحیح کی قسم حسن میں سے تھی جس میں کوئی ایسا راوی نہیں ہوتا تھا جس سے حدیث نہ لی جاتی ہو۔ یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ضعیف حدیث جن کو امام شافعی اوراحمد وغیرہ نے قیاس پر مقدم مانا ہے وہ حسن حدیث ہوتی تھی مگر ان کے دور میں حسن کی اصطلاح موجود نہ تھی۔

"وكذلک نحن لا نقبل خبر من جهلناه، وكذلک لا نقبل خبرمن لم نعرفه بالصدق وعمل الخير ' '[24]

---

[20] ابن صلاح، مقدمہ ابن صلاح، 41

Ibn Salah, Muqaddimah Ibn Salah, p. 41.

[21] ابن حجر،احمد بن علی،النکت ابن صلاح،مطبعه عمیر،مدینه المنوره،ج1،ص491

Ibn Hajar, Ahmad bin Ali, Al-Nukat Ibn Salah, Matba'ah Umair, Madinah al-Munawwarah, Vol. 1, p. 491.

[22] ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، مکتب مطبوعات الاسلامیہ، ص33

Imam Zahabi, Shams al-Din Muhammad bin Ahmad, Maktab Matbu'at al-Islamiyyah, p. 33

[23] البیقونی،عمر بن محمد بن فتوح، المنظومة البيقونيه، دار المغنی،ص12

1. Al-Bayquni, Umar bin Muhammad bin Futuh, Al-Manzumat al-Bayquniyyah, Dar al-Mughni, p. 12.

[24] امام شافعی،کتاب الام، طبع بیت الافکارالدولیه ،باب اول، ص 1717

1. Imam al-Shafi'i, Kitab al-Umm, Published by Bayt al-Afkar al-Dawliyah, Vol. 1, p. 1717

اور اسی طرح ہم جسے مجہول سمجھتے ہیں اُس کی (بیان کردہ) حدیث کو نہیں مانتے اور اسی طرح جسے ہم سچائی اور نیک اعمال کے ساتھ نہیں جانتے تو اس کی (بیان کردہ) حدیث بھی قبول نہیں کرتے۔

امام احمد ہی سے روایت ہے کہ (امام) شافعی نے مجھے فرمایا: تم حدیث اور رجال کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو لہٰذا اگر صحیح حدیث ہو تو مجھے بتادینا: کوفے کی حدیث ہو یا بصرے (عراق) کی یا شام کی (حدیث ہو) تاکہ میں اس پر عمل کروں بشرطیکہ حدیث صحیح ہو۔[25]

مرسل حدیث اور امام شافعیؒ کا نقطہ نظر

محمد جمال قاسمی "قواعد التحدیث" میں تحریر کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل روایت کے قابل قبول ہونے کی کئی شرطیں ہیں: ایک یہ کہ ارسال کرنے والا تابعی کبار تابعین میں سے ہو۔ دوسری یہ کہ حدیث مرسل کسی دوسری موصول سند سے مروی ہو، یا اگر دوسری سند بھی مرسل ہو تو اس میں ارسال کرنے والے راوی کے اساتذہ وہ نہ ہوں جو پہلی سند میں ارسال کرنے والے راوی کے ہوں۔ تیسری یہ کہ ارسال کرنے والا راوی جب کبھی محذوف راوی کا نام ذکر کرے تو ثقہ راوی ہی کا نام ذکر کرے، اور اگر اس کے ساتھ دوسرے ثقہ راوی بھی اسے روایت کرنے میں شریک ہوں تو وہ اس کی مخالفت نہ کریں۔ چوتھی یہ کہ مرسل کی تائید کسی صحابی کے قول سے ہو رہی ہو، یا اکثر اہل علم نے اس کے مطابق فتوی دیا ہو۔"[26]

حافظ ابن حجر نے امام شافعیؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے:

ان لا مراسيل لا يجوز الاحتجاج به الامراسيل الصحابه ومراسيهل سيد بن المسيب وما انعقد الاجماع على اعمل به

"مراسیل (مرسل احادیث) سے استدلال جائز نہیں ہے، سوائے صحابہ کی مراسیل، سعید بن المسیب کی مراسیل اور ان مراسیل کے جن پر عمل کرنے پر اجماع ہو چکا ہو۔"[27]

لہٰذا امام شافعی کے نزدیک صحابہ اور سعید بن المسیب کی مراسیل کے علاوہ کوئی مرسل قابل قبول نہیں ہے۔ امام شافعی درج ذیل شرائط کے ساتھ مرسل احادیث کو قبول کرتے ہیں۔

1۔ اسے کسی اور راوی نے مسنداً بیان کیا ہو۔ 2۔ کسی دوسرے نے اسے بطور مرسل روایت کیا ہو۔

---

[25] ابن ابی حاتم، مناقب الشافعی، ص 70

Ibn Abi Hatim, Manaqib al-Shafi'i, p. 70.

[26] جمال قاسمی ،قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث،دارالكتب العلميه بيروت،141

Jamal al-Qasimi, Qawa'id al-Tahdith min Funun Mustalah al-Hadith, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, p. 141.

[27] النكت ، باب حكم المراسيل ، ص٢٠٢

Al-Nukat, Chapter: Hukm al-Marasel, p. 202.

3۔اس کے قول کی تائید صحابی سے ہوتی ہو۔ 4۔اہل علم کی اکثریت نے اس کی تائید کی ہو۔

5۔راوی کے حالات واضح ہوں کہ وہ ثقہ راویوں سے روایت کرتا ہے۔

ان شرائط سے کوئی ایک شرط بھی ہوتی تو امام شافعی مرسل روایت سے حجت اخذ کرتے مگر کوئی روایت ان شرائط میں سے کسی ایک پر بھی پوری نہیں اترتی تو وہ مرسل امام شافعی کے نزدیک قابل حجت نہیں ہے۔ چنانچہ یہ کہنا دینی خیانت پر مبنی ہے کہ امام شافعی ہر مرسل سے حجت اخذ کیا کرتے تھے۔

آئمہ کے اقوال سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی ان ضعیف روایات سے استدلال نہیں کیا ہے جس میں کوئی راوی متہم، کذاب، فحش خطا یا جس سے روایت لینا جائز نہ ہو ان سے روایات نہیں لیں ہیں، بلکہ وہ حسن درجے کی روایت ہوتی تھی۔ مگر احمد بن الصدیق الغماری المالی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ مالکیہ کے علاوہ چاروں ائمہ نے ضعیف بلکہ بعض روایات تو تقریباً موضوع کے قریب ہیں جن سے حجت لی گئی ہے اور ضعیف حدیث سے احکام میں عمل نہیں کیا جائے گا۔ اس اصول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ بات جو ائمہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اس کے بارے میں ہم یہی کہتے ہیں کہ ان ائمہ تک ان روایات کا ضعف ہونا پائے ثبوت تک نہیں پہنچا ہو گا اور اس بنا پر انہوں نے اس سے استدلال کو جائز قرار دیا ہو گا۔

امام شافعیؒ کا ضعیف حدیث اور قیاس کے حوالے سے مؤقف

امام شافعیؒ کے اصول کے مطابق، اگر ضعیف حدیث شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگ ہو اور اس کی روایت صحیح حدیث نہ ملے، تو اس پر عمل کو قیاس پر فوقیت دی جاسکتی ہے۔ کتاب الرسالہ میں امام شافعیؒ بیان فرماتے ہیں:

"وَالْخَبَرُ الضَّعِيفُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَا هُوَ أَقْوَى مِنْهُ، وَكَانَ يَلْزَمُ فِي الْمَعْنَى مَعْنَاهُ، فَقَدْ رَأَيْتُ الْعَمَلَ بِهِ وَاجِبًا."[28]

یعنی: "اگر ہمیں اس ضعیف حدیث سے زیادہ قوی کوئی دلیل نہ ملے اور اس کا مفہوم شریعت کے مطابق ہو، تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔"

1۔وضو سے متعلقہ ضعیف حدیث پر دلیل:

"من قاء او رعف فليتوضا"

"جس شخص کو قے آئے یا اسے نکسیر (ناک سے خون) پھوٹے تو وہ وضو کر لے۔"

اس حدیث میں وضو کا حکم دیا گیا ہے کہ قے آنے یا ناک سے خون بہنے کی صورت میں وضو کیا جائے تا کہ طہارت برقرار رہے۔

---

[28] امام شافعیؒ، محمد بن ادریس. "الرسالہ"، تحقیق: محمود بن شاکر، دار الوفاء، المنصورہ، مصر، صفحہ 98۔

Imam Shafi'i, Muhammad bin Idris. "Al-Rasalah", Research: Mahmud bin Shakir, Dar al-Wafa, al-Mansurah, Egypt, p. 98.

"من قاء او رعف فليتوضا" ضعیف ہے، لیکن طہارت کے باب میں امام شافعیؒ کے نزدیک وضو کو احتیاطی اصول کے طور پر قبول کیا گیا ہے تاکہ عبادات میں طہارت کو برقرار رکھا جاسکے۔ امام شافعیؒ نے اپنی کتاب، کتاب الام میں واضح کیا کہ اگر ضعیف حدیث میں حکم موجود ہو اور اس کا موضوع عقل وقیاس سے معلوم نہ ہوسکے تو اس پر عمل قیاس سے بہتر ہے:

"أَنَّ الْعَمَلَ بِالْخَبَرِ الْمَرْفُوعِ فِي مَعْنَاهُ أَوْلَى مِنَ الْقِيَاسِ، لِأَنَّ الْخَبَرَ الْمَرْفُوعَ مَا كَانَ قَرِيبًا مِنَ السُّنَّةِ."[29]

حدیث " اَلا اَن صید وج وعضاهه حرام "(یعنی: شہر مدینہ کے درختوں کاٹنے اور شکار کو حرام قرار دینا) پر بھی امام شافعیؒ کا موقف ہے کہ ضعیف ہونے کے باوجود اس پر عمل قیاس سے بہتر ہے، کیونکہ یہ حکم حرمت اور احترام پر مبنی ہے، اور حدیث سے ملنے والا حکم قیاس سے زیادہ شریعت کی روح کو ظاہر کرتا ہے۔

امام شافعیؒ کی کتاب الام میں ہے:

"إِذَا أَتَى الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ فِيهِ تَحْرِيمٌ وَحُرْمَةٌ، فَنَأْخُذُ بِهِ وَنَتْرُكُ الْقِيَاسَ."[30]

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی خبر پہنچے جس میں کسی چیز کی حرمت اور عزت (احترام) کا ذکر ہو، تو ہم اس (خبر) کو قبول کرتے ہیں اور قیاس کو ترک کر دیتے ہیں۔"

امام شافعی کا مدلس حدیث کے حوالے سے مؤقف

امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) نے فرمایا:"**ومن عرفناه دلّس مرة فقد أبان لنا عورته في روايته**"[31]
"جس کے بارے میں ہمیں معلوم ہوگیا کہ اُس نے ایک دفعہ تدلیس کی ہے تو اُس نے اپنی پوشیدہ بات ہمارے سامنے ظاہر کر دی۔"
اس کے بعد امام شافعیؒ نے فرمایا:"**فقلنا:لا نقبل من مدلّس حديثًا حتى يقول فيه:حدثني أو سمعت**[32]"

"پس ہم نے کہا: ہم کسی مدلس سے کوئی حدیث قبول نہیں کرتے، حتیٰ کہ وہ حدثني یاسمعت کہے۔"

---

[29] امام شافعیؒ، محمد بن ادریس. "الام"، تحقیق: احمد شاکر، دار الوفاء، المنصوره، مصر، جلد 7، صفحه 444۔

Imam Shafi'i, Muhammad bin Idris. Al-Risalah, Research: Ahmad Muhammad Shakir, Dar al-Maarif, Egypt, p. 108.

[30] ایضاً

Abid

[31] امام شافعیؒ، محمد بن ادریس. الرساله، تحقیق: احمد محمد شاکر، دار المعارف، مصر، ص 108۔

Imam Shafi'i, Muhammad bin Idris. Al-Risalah, Research: Ahmad Muhammad Shakir, Dar al-Maarif, Egypt, p. 108.

[32] ایضاً

Abid

امام شافعی کے بیان کردہ اس اُصول سے معلوم ہوا کہ جس راوی سے ساری زندگی میں ایک دفعہ تدلیس کرنا ثابت ہو جائے تو اُس کی عن والی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی۔

ابن رجب حنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) نے لکھا ہے:

"ولم يعتبر الشافعي أن يتكرر التدليس من الراوي ولا أن يغلب على حديثه، بل اعتبر ثبوت تدليسه ولو بمرة واحدة "[33]

"اور شافعی نے اس کا اعتبار نہیں کیا کہ راوی بار بار تدلیس کرے اور نہ اُنھوں نے اس کا اعتبار کیا ہے کہ اس کی روایات پر تدلیس غالب ہو، بلکہ اُنھوں نے راوی سے ثبوتِ تدلیس کا اعتبار کیا ہے اور اگرچہ (ساری زندگی میں) صرف ایک مرتبہ ہی ہو۔" امام شافعیؒ اس اُصول میں اکیلے نہیں بلکہ جمہور علما ان کے ساتھ ہیں، لہٰذا زرکشی کا "**وهو نص غريب لم يحكمه الجمهور** "[34] کہنا غلط ہے۔ اگر کوئی شخص اس پر بضد ہے کہ اس منہج اور اُصول میں امام شافعیؒ اکیلے تھے یا جمہور کے خلاف تھے!! تو وہ درج ذیل اقتباسات پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔

امام ابو قدید عبید اللہ بن فضالہ النسائی (ثقہ مامون) سے روایت ہے کہ (امام) اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا: میں نے احمد بن حنبل کی طرف لکھ کر بھیجا اور درخواست کی کہ وہ میری ضرورت کے مطابق (امام) شافعی کی کتابوں میں سے (کچھ) بھیجیں تو اُنھوں نے میرے پاس کتاب الرسالہ بھیجی۔[35] اس اثر سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبلؒ کتاب الرسالہ سے راضی (متفق) تھے اور تدلیس کے اس مسئلے میں اُن کی طرف سے امام شافعی پر رد ثابت نہیں، لہٰذا اُن کے نزدیک بھی مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہے، چاہے قلیل التدلیس ہو یا کثیر التدلیس۔

حافظ ابن حبان بستی (متوفی ۳۵۴ھ) نے فرمایا: وہ ثقہ مدلسین جو روایات میں تدلیس کرتے تھے مثلاً قتادہ، یحیٰی بن ابی کثیر، اعمش، ابو اسحٰق، ابن جریج، ابن اسحٰق، ثوری، ہشیم اور جو اُن کے مشابہ تھے جن کی تعداد زیادہ ہے، وہ پسندیدہ اماموں اور دین میں پرہیز گاروں میں سے تھے۔ وہ سب سے (روایات) لکھتے اور جن سے سنتے تو اُن سے روایتیں بھی بیان کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ شیخ یعنی اُستاذ سے سننے کے بعد ضعیف لوگوں سے سنی ہوئی روایات اس (شیخ) سے بطورِ تدلیس بیان کرتے تھے، ان کی (معنعن) روایات سے استدلال جائز نہیں ہے۔ پس جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہو

---

[33] الترمذی ،شرح علل ، طبع : دار الملاح للطبع والنشر،۱، ۳۵۳

Al-Tirmidhi, Sharh ʻIlal, Published by Dar al-Mallah, Vol. 1, p. 353.

[34] زرکشی، محمد بن عبداللہ. "النکت علیٰ مقدمه ابن الصلاح". صفحه ۱۸۸.

Al-Nukat, p. 188.

[35] کتاب الجرح والتعدیل:۷، ۲۰۴ وسنده صحیح، تاریخ دمشق لابن عساکر:۵۴، ۲۹۱-۲۹۲، نیز دیکھئے مناقب الشافعی للبیہقی:۱، ۲۳۴ وسنده صحیح

Kitab al-Jarh wa al-Ta'dil, Vol. 7, p. 204, Tareekh Dimashq by Ibn Asakir, Vol. 54, pp. 291–292; see also Manaqib al-Shafi'i by Al-Bayhaqi, Vol. 1, p. 234

حدثنی یا سمعتُ نہ کہے (یعنی سماع کی تصریح نہ کرے) تو اس کی روایت سے اِستدلال جائز نہیں ہے اور یہ ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ کی اصل (یعنی اُصول) ہے اور ہمارے اساتذہ نے اس میں اُن کی اتباع (یعنی موافقت) کی ہے۔[36]

اگر مدلس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس نے صرف ثقہ سے ہی تدلیس کی ہے، پھر اگر اس طرح ہے تو اس کی روایت مقبول ہے اور اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کرے، اور یہ بات (ساری) دنیا میں سوائے سفیان بن عیینہ اکیلے کے کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تدلیس کرتے تھے اور صرف ثقہ متقن سے ہی تدلیس کرتے تھے۔ سفیان بن عیینہ کی ایسی کوئی روایت نہیں پائی جاتی جس میں اُنھوں نے تدلیس کی ہو مگر اسی روایت میں اُنھوں نے اپنے جیسے ثقہ سے تصریح سماع کر دی تھی۔ اس وجہ سے ان کی روایت کے مقبول ہونے کا حکم اگرچہ وہ سماع کی تصریح نہ کریں۔

حافظ ابن حبانؒ کے اس بیان سے درج ذیل اہم نکات واضح ہیں:

1۔ جس راوی کا مدلس ہونا ثابت ہو، اس کی عدمِ تصریحِ سماع والی روایت غیر مقبول ہوتی ہے۔

2۔ امام شافعی کا بیان کردہ اُصول صحیح ہے۔

3۔ امام شافعی اپنے اُصول میں منفرد نہیں بلکہ ابن حبان اور اُن کے شیوخ (نیز (عبد الرحمن بن مہدی) احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ، مزنی، بیہقی اور خطیب بغدادی وغیرہم جیسا کہ ہمارے اس مضمون سے ثابت ہے) نے امام شافعی کی تائید فرمائی ہے۔

4۔ کثیر اور قلیل تدلیس میں فرق کرنے والا منہج صحیح نہیں بلکہ مرجوح ہے۔

5۔ اگر مدلس کی عن والی روایت مقبول ہے تو پھر منقطع اور مرسل روایات کیوں غیر مقبول ہیں؟

6۔ مدلسین مثلاً امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کی معنعن اور سماع کی صراحت کے بغیر والی روایات غیر مقبول ہیں، اگرچہ بعض متاخر علما نے اُنھیں طبقہ ثانیہ یا طبقۂ اولیٰ میں ذکر کر رکھا ہو۔

7۔ حافظ ابن حبان کے نزدیک امام سفیان بن عیینہ صرف ثقہ سے ہی تدلیس کرتے تھے۔[37]

فضائل اعمال سے متعلق ضعیف حدیث پر امام شافعی کا مؤقف

امام شافعیؒ نے فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل کے جواز سے متعلق اپنی کتب میں بعض اصول بیان کیے ہیں، جو محدثین اور فقہاء کے عام اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ ان کے مؤقف کی وضاحت کے لیے درج ذیل حوالے اہم ہیں:

1. **کتاب الام:** امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "الام" میں بیان کیا ہے کہ ضعیف احادیث کو عقائد اور احکام کے مسائل میں قبول نہیں کیا جا سکتا، لیکن ترغیب و ترہیب اور فضائل اعمال میں ان پر عمل ممکن ہے، بشرطیکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو اور اس کا تعلق شریعت کے عمومی اصولوں سے ہو۔[38]

---

[36] کتاب المجروحین:۱/ ۹۲، دوسرا نسخہ :۱/ ۸۶

Kitab al-Majruhin, Vol. 1, p. 92; another edition: Vol. 1, p. 86.

[37] ایضاً

Abid

[38] کتاب الام، دار الکتب العلمیه، بیروت، جلد 1، صفحه 34

Kitab al-Umm, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, Beirut, Vol. 1, p. 34.

2. **الرسالہ:** امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "الرسالہ" میں حدیث کے درجات اور ان کے استعمال کے متعلق اصولی وضاحت کی ہے۔ ضعیف احادیث کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ جب تک ان کا ضعف ایسا نہ ہو جو حدیث کو ناقابل قبول بنائے، وہ فضائل اعمال میں ان کو استعمال کرنے کے لیے نرم رویہ اختیار کرتے ہیں۔[39]

امام شافعیؒ کے اصولوں کی مزید وضاحت بعد کے علماء نے کی، جیسا کہ امام نوویؒ اور ابن حجرؒ نے۔ امام نوویؒ نے "المجموع" میں وضاحت کی کہ امام شافعیؒ کا اصول یہ تھا کہ اگر ضعیف حدیث موضوع نہ ہو اور اس کی اصل موجود ہو، تو فضائل میں اس پر عمل ممکن ہے۔[40]

معاصر ائمہ کرام کی آراء

1- قیاس پر ترجیح کے حوالے سے متفقہ رائے: امام احمد بن حنبل، امام شافعی، اور امام ابو حنیفہ سمیت کئی ائمہ کا اتفاق تھا کہ ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح

دی جاسکتی ہے، بشر طیکہ حدیث موضوع نہ ہو اور دین کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔[41]

2۔ عقائد اور احکام کے حوالے سے متفقہ رائے: تمام ائمہ اس بات پر متفق تھے کہ ضعیف حدیث کو عقائد اور احکام میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ان معاملات میں صرف صحیح یا حسن حدیث ہی معتبر سمجھی جاتی تھی۔[42]

3۔ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کے استعمال میں اختلافی رائے: امام احمد بن حنبل اور امام ابو داؤد فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کے استعمال کو جائز سمجھتے تھے، بشر طیکہ وہ جھوٹ یا سخت ضعف سے پاک ہو۔[43] امام شافعی اور امام مالک اس معاملے میں زیادہ محتاط تھے اور فضائل اعمال میں بھی ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے مضبوط شواہد یا دیگر احادیث سے تقویت ضروری سمجھتے تھے۔[44]

---

39 الرسالہ، مکتبہ دار الفکر، صفحہ 45

Al-Risalah, Maktabdar al-Fikr, page 45

40 امام نوویؒ، المجموع، ج 1، ص 64

Imam al-Nawawi, Al-Majmu', Vol. 1, p. 64.

41 ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، دار الوفاء، ج 18، ص 65۔

Ibn Taymiyyah, Majmu' al-Fatawa, Dar al-Wafa, Vol. 18, p. 65.

42 ابن الصلاح، علوم الحدیث، دار الکتب العلمیہ، ص 94۔

Ibn Salah, 'Uloom al-Hadith, Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, p. 94.

43 ابن رجب، شرح علل الترمذی، دار ابن الجوزی، ج 1، ص 310۔

Ibn Rajab, Sharh 'Ilal al-Tirmidhi, Dar Ibn al-Jawzi, Vol. 1, p. 310.

44 امام شافعی، الرسالہ، دار السلام، ص 399۔

Imam al-Shafi'i, Al-Risalah, Dar al-Salam, p. 399

4۔ مرسل حدیث کے استعمال میں اختلافی رائے: امام مالک اور امام ابو حنیفہ مرسل حدیث کو قابل قبول سمجھتے تھے، خاص طور پر جب وہ مدینہ کے عمل یا قیاس کے مطابق ہو۔ امام شافعی نے مرسل حدیث کے بارے میں زیادہ سخت معیار اپنایا اور اس کی قبولیت کو مشروط کیا کہ وہ دیگر شواہد سے تقویت یافتہ ہو۔ [45]،[46]

امام ترمذی اور ابو داؤد کی رائے: ترمذی اور ابو داؤد کا فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کو استعمال کرنے کا ذکر ابن رجب نے اپنی کتاب شرح علل الترمذی میں کیا ہے، جہاں انہوں نے وضاحت کی کہ یہ محدثین ایسے ضعیف احادیث کو نقل کرتے تھے جو جھوٹ پر مبنی نہ ہوں اور نرمی پیدا کرنے یا اعمال کی ترغیب کے لیے مفید ہوں۔ [47]ضعیف حدیث کو وعظ و نصیحت، ترغیب و ترہیب، اور قصے وغیرہ بیان کرنے کے لئے ان حدیثوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس معاملے میں سفیان ثوری، عبد الرحمٰن مہدی اور احمد بن حنبل جیسے ماہرین حدیث نے بھی نرمی برتی ہے۔ [48]

خلاصہ کلام

امام الشافعیؒ اسلام کے عظیم فقیہ، محدث اور اصولِ فقہ کے بانی تھے جنہوں نے فقہ کو ایک مستحکم اور منظم طریقے سے مرتب کیا۔ انہوں نے حدیث کی صحت کی اہمیت پر زور دیا اور اس کے مختلف درجات کو واضح کیا۔ امام شافعی کا ضعیف حدیث کے بارے میں موقف تھا کہ وہ عمومی طور پر ضعیف حدیث پر عمل کرنے کو درست نہیں سمجھتے، تاہم اگر ضعیف حدیث کسی اور صحیح حدیث سے تقویت پاتی ہو یا اس کی تائید میں کوئی مضبوط دلیل موجود ہو تو اسے قبول کیا جا سکتا ہے۔ مرسل حدیث (وہ حدیث جس میں تابعی نے سیدنا صحابی سے براہِ راست نقل نہ کیا ہو) کو بھی امام شافعی ضعیف سمجھتے تھے، اور ان کا کہنا تھا کہ اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا، مگر اگر مرسل حدیث کسی دیگر معتبر روایت سے ہم آہنگ ہو تو اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ امام شافعی کا قیاس کے حوالے سے یہ مؤقف تھا کہ قیاس کا استعمال صرف اس صورت میں کیا جائے جب قرآن و حدیث میں کوئی واضح حکم نہ ہو، اور قیاس کے ذریعے کسی مسئلے کا حل نکالنے کی کوشش کی جائے۔ امام شافعی فضائل اعمال کی حدیثوں کے بارے میں محتاط تھے، ان کا کہنا تھا کہ اگرچہ فضائل کے متعلق حدیثیں ضعیف ہو سکتی ہیں، لیکن جب تک وہ بالکل بے بنیاد نہ ہوں، انہیں لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ امام شافعی کی اس مستند اور متوازن رائے نے اسلامی فقہ کی بنیادوں کو مستحکم کیا اور آج تک ان کے اصولوں کی پیروی کی جاتی ہے۔

---

[45] امام مالک، موطا امام مالک، دار احیاء التراث، ج 1، ص 49۔

Imam Malik, Muwatta Imam Malik, Dar Ihya al-Turath, Vol. 1, p. 49.

[46] امام شافعی، الرسالہ، دار السلام، ص 400۔

Imam al-Shafi'i, Al-Risalah, Dar al-Salam, p. 400.

[47] ابن رجب، شرح علل الترمذی، دار ابن الجوزی، ج 1، ص 310۔

Ibn Rajab, Sharh 'Ilal al-Tirmidhi, Dar Ibn al-Jawzi, Vol. 1, p. 310.

[48] علوم الحدیث ص 93 اور الکفایۃ ص 33

Khatib al-Baghdadi, al-Kifayat, p. 33

محدثین کے درمیان ضعیف حدیث کے بارے میں اصولی اتفاق تھا کہ اسے عقائد اور احکام میں قبول نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم، فضائل اعمال میں امام احمد، ابو داؤد، اور ترمذی نرم رویہ رکھتے تھے، جبکہ امام شافعی اور امام مالک نے اس میں بھی احتیاط برتی۔ مرسل حدیث کے معاملے میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے اسے قابل قبول سمجھا، مگر امام شافعی کا معیار زیادہ سخت تھا۔

سفارشات

ضعیف حدیث کے موضوع پر امام شافعیؒ کے نقطۂ نظر کے حوالے سے تحقیق کے اختتام پر درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1۔ مدارس اور یونیورسٹیز میں علم حدیث کے طلبہ کو ضعیف حدیث کی تعریف، اس کی اقسام، اور اس کے استعمال کے اصولوں کی تفصیل سے تعلیم دی جائے تاکہ اس موضوع پر علمی شعور پیدا کیا جاسکے۔

2. فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کے استعمال کے لیے محدثین کے مقرر کردہ اصولوں کو واضح کیا جائے، جیسے کہ حدیث کا دین کی اصل تعلیمات سے مطابقت رکھنا اور اس کی بنیاد پر کوئی نیا حکم جاری نہ ہونا۔

3. مختلف مکاتب فکر کے درمیان ضعیف حدیث کے قبول یا رد کے معاملے میں پیدا ہونے والے اختلافات کو کم کرنے کے لیے مکالمے اور تحقیقی مباحثوں کا انعقاد کیا جائے، تاکہ ایک متوازن اور قابل قبول موقف اپنایا جاسکے۔

4. ضعیف حدیث پر امام شافعیؒ اور دیگر محدثین کے نقطۂ نظر پر مزید تحقیقی کام کی حوصلہ افزائی کی جائے، تاکہ عصر حاضر کے مسائل کو ان اصولوں کی روشنی میں حل کیا جاسکے۔

5. محدثین کی مستند کتب اور ان کے اصول و قواعد پر مبنی جدید اور آسان فہم مواد کی اشاعت کی جائے تاکہ عام قارئین اور طلبہ کو بھی اس موضوع کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

6. علماء اور دینی رہنما عوام کو ضعیف حدیث کے صحیح استعمال اور اس کی حدود کے بارے میں آگاہ کریں تاکہ دین کی تعلیمات کو مستند اور درست انداز میں عام کیا جاسکے۔

یہ سفارشات اس بات کو یقینی بنائیں گی کہ ضعیف حدیث کے استعمال اور اس کے حوالے سے امام شافعیؒ کے موقف کو بہتر طور پر سمجھا اور عملی طور پر نافذ کیا جا سکے۔